ہفت روزہ

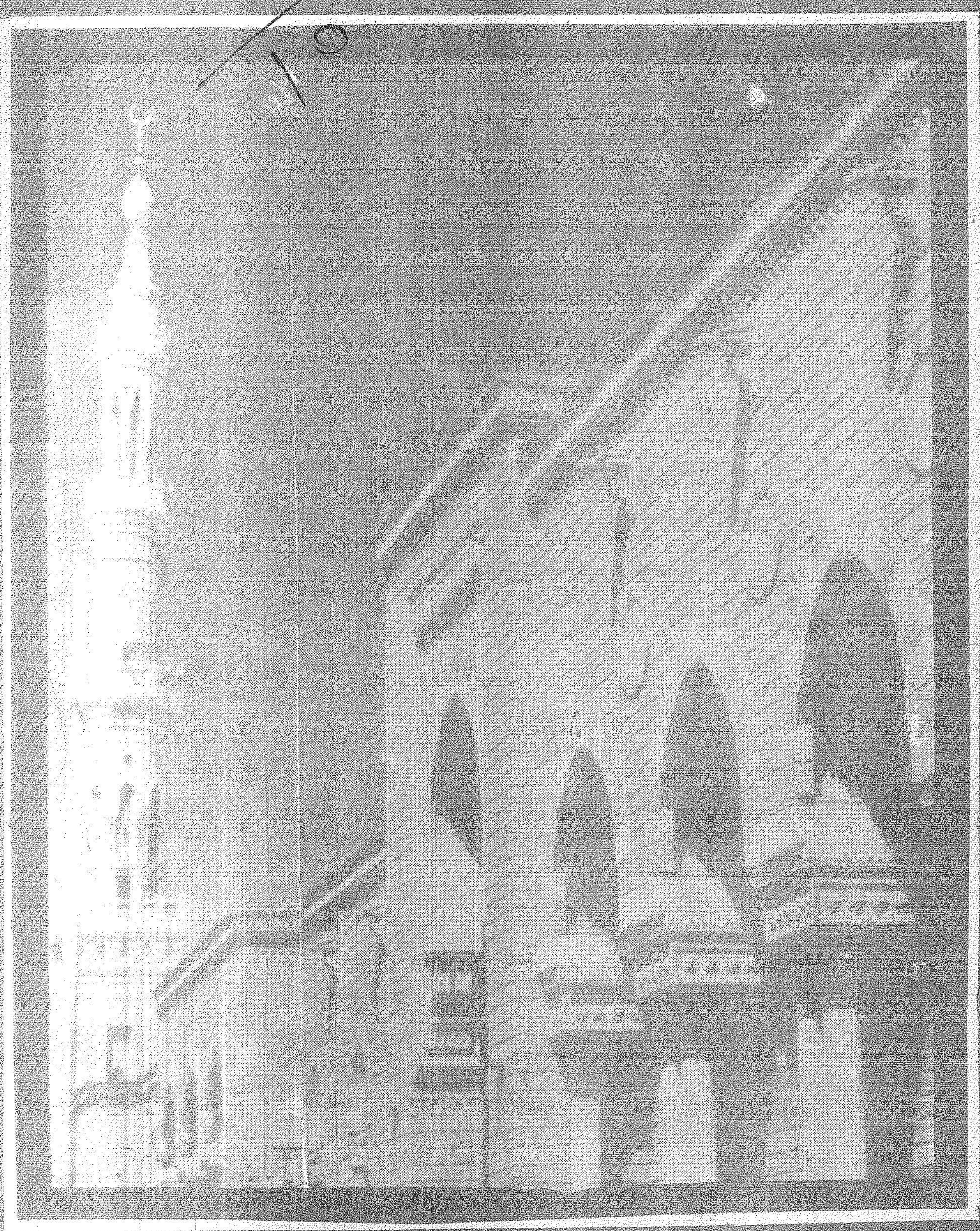
خدام الدین

لاہور
پاکستان

بانی:
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور

۱۹/۱۰



ایڈیٹر
مجاہد الحسینی

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۱۸ روپے
ششماہی ــــ ۱۰ روپے
سہ ماہی ــــ ۵ روپے

فی شمارہ ۴۰ پیسے

جلد نمبر ۱۹ ــــ شمارہ نمبر ۱۰

۳ رجب المرجب ۱۳۹۳ھ ۰ ۳ اگست ۱۹۷۳ء

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

شیرانوالہ دروازہ لاہور ــــ فون نمبر: ۶۷۵۴۵

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ مُکَاتَبًا جَآءَہٗ فَقَالَ : اِنِّیْ عَجِزْتُ عَنْ کِتَابَتِیْ فَاَعِنِّیْ قَالَ : اَلَا اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ عَلَّمَنِیْہِنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ عَلَیْکَ مِثْلُ جَبَلٍ دَیْنًا اَدَّاہُ اللّٰہُ عَنْکَ ؟ قُلْ : اَللّٰہُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ — رواہ الترمذی وقال : حدیث حسن۔

ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مکاتب ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں اپنا زرِ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا ہوں ۔ آپ میری مدد فرمایئے — حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا میں تجھ کو وہ کلمات سکھلا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سکھلائے تھے ۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو گا ۔ تو اللہ تعالٰے اس کو ادا کر دے گا ۔ یہ پڑھا کر ۔ (ترجمہ) اے اللہ ! کفایت کر میرے لیے اپنے حلال کو حرام سے اور اپنے فضل سے مجھ کو اپنے علاوہ اوروں سے مستغنی بنا دے ۔ (ترمذی نے اس کو ذکر کیا ۔ اور کہا حدیث حسن ہے)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ اَبَاہُ حُصَیْنًا کَلِمَتَیْنِ یَدْعُوْ بِہِمَا : "اَللّٰہُمَّ اَلْہِمْنِیْ رُشْدِیْ ، وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ ۔ (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن ۔

ترجمہ : حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد حضرت حصینؓ کو دو کلمات سکھائے تھے جن کے ساتھ وہ دعا کیا کرتے تھے ۔ (اور وہ یہ ہیں) یعنی اے اللہ میرے دل میں میری ہدایت ڈال دے اور میرے نفس کی برائی سے مجھ کو محفوظ رکھ — امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن ہے ۔

عَنْ اَبِی الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَسْاَلُہُ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ سَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ ، فَمَکَثْتُ اَیَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَسْاَلُہُ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِیْ : یَا عَبَّاسُ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ سَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح ۔

ترجمہ : حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو کوئی چیز سکھلا دیجئے کہ اس کو میں اللہ رب العزت سے مانگوں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالٰے سے عافیت مانگو ۔ بیان کرتے ہیں کہ میں کچھ روز ٹھہرا رہا ۔ پھر آپ کی خدمت میں ٹھہرا رہا ۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو کوئی چیز بتلا دیجئے جو میں اللہ تعالٰے سے مانگوں ۔ (بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عباسؓ ! اے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عم محترم ! اللہ تعالٰے سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگو — ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

عَنْ شَہْرِ بْنِ حَوْشَبٍ ، قَالَ قُلْتُ لِاُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا کَانَ اَکْثَرُ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ عِنْدَکِ ؟ قَالَتْ : کَانَ اَکْثَرُ دُعَآئِہٖ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ ، رواہ الترمذی وقال حدیث حسن —

ترجمہ : حضرت شہر بن حوشبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ اے ام المومنینؓ ! جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس ہوتے تو آپ کی زیادہ دعا کیا ہوا کرتی تھی ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰے عنہا نے بیان کیا کہ آپ کی اکثر دعا یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک (یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ) ہوا کرتی تھی ۔ (امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن ہے

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "کَانَ مِنْ دُعَآءِ دَاوٗدَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ : اَللّٰہُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَہْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ رواہ الترمذی وقال حدیث حسن ۔

ترجمہ : حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ کہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی (ترجمہ) اے اللہ ! میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس شخص کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرے ۔ اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو کہ تیری محبت تک مجھے پہنچا دے ۔ اے اللہ ! تو اپنی محبت کو میری جان اور میرے گھر والے اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ مجھ کو عزیز کر

خدام الدین

۲ رجب المرجب ۱۳۹۳ھ
۳ اگست ۱۹۷۳ء

جلد ۱۹ شمارہ ۱۰



رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
مجاہد الحسینی

لندن ائیرپورٹ پر قادیانیوں کا ذکر

پاکستان کے تمام سربراہوں نے "قادیانی" ہونے کی تردید کی ہے

صدرِ مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو نے لندن کے ہوائی اڈہ پر استقبال کرنے والے پاکستانیوں کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں دو دن کے لیے حکومت برطانیہ کی دعوت پر آیا ہوں۔ یہاں اگر میں فلاں ہوٹل میں قیام کرلوں تو لوگ کہیں گے کہ حکومت احمدیوں کی ہوگئی ہے۔

لندن کے ہوائی اڈے کی اس تقریر میں صدر بھٹو نے بعض دوسری جماعتوں کے نام بھی لیے مگر سب سے پہلے انہوں نے قادیانیوں ہی کا تذکرہ کیا۔ صدر بھٹو کے طنزیہ اندازِ خطاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی حکومت کے بارے میں بعض جذباتی رہنماؤں کی طرف سے یہ جو پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے اور جمع تفریق کرکے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ بھٹو کی حکومت قادیانی ہوگئی ہے۔ کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔

صرف صدر بھٹو ہی نہیں قبل ازیں سابق صدر محمد ایوب خاں کی ذات پر بھی یہ الزام عاید کیا گیا تھا کہ وہ قادیانی ہوگئے ہیں۔ انھوں نے واضح الفاظ میں تردید کی پھر یحییٰ خاں کے خلاف ایسی باتیں سننے میں آئیں اس نے تردید کی اور جب بھٹو کے بارے میں بھی اس قسم کی باتوں کا پروپیگنڈا کیا گیا تو انھوں نے بھی برسرِ اقتدار آتے ہی اس کی تردید کی حتیٰ کہ عوام کے شدید مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے انھوں نے قادیانیوں کے انسرِ اعلیٰ مسٹر ایم ایم احمد کو پاکستان سے باہر نکال دیا اور حکومت کے کلیدی عہدوں پر فائز ہونے کی وجہ سے اس کی ذات اور اندرونِ ملک رہنے کے باعث اس کے وسیع عمل دخل سے قادیانیوں کو جو فروغ مل رہا تھا اس کا تسلسل ختم کردیا گیا۔ ایم ایم احمد کے بعد اگرچہ چند بڑے بڑے مرزائی افسر کلیدی آسامیوں پر قابض ہیں مگر ان کی حیثیت ایم ایم احمد کے مقابلہ میں طفلِ مکتب کی ہے۔

تاہم ــــ ان کے بارے میں بھی ہمارا مطالبہ یہی ہے کہ بقول علامہ اقبال جو لوگ "اسلام اور وطن" دونوں کے غدّار ہیں۔ انہیں کلیدی عہدوں پر رکھنا تو درکنار ملک کے اندر عام باشندے کی حیثیت سے ان کے لیے کوئی جگہ نہ ہونی چاہیے اور یہ ملک صحیح معنوں میں اسلامی جمہوریہ اسی روز قرار پائے گا جب قادیانیوں کے عمل دخل اور ان کے قبضہ و تسلط سے آزاد ہو جائے گا۔

بہرنوع ــــ لندن کے ہوائی اڈے پر صدر بھٹو کی جانب سے باتوں باتوں میں "احمدیوں" سے لاتعلقی اور حکومت کے بری الذمہ ہونے کا اظہار اس امر کی دلیل ہے کہ صدر بھٹو نہ تو "احمدیوں اور قادیانیوں" کے ساتھ ذاتی طور سے ملوث ہونا چاہتے ہیں اور نہ ہی حکومت پر اس قسم کے الزام کو برداشت کرتے ہیں وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جو شخص یا حکومت بھی قادیانیوں کے ساتھ تعلق رکھے گی ملتِ اسلامیہ اسے ہرگز برداشت نہ کرے گی۔

صدر بھٹو کی زبان سے لندن کے ہوائی اڈے پر قادیانیوں کا تذکرہ اور ان سے دامن کشی کا اظہار اس لیے بھی مفید رہا کہ برطانیہ قادیانیت کی جنم بھومی اور ان کا ملجا و ماویٰ ہے اور برطانیہ میں رہائش پذیر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مرزائی عموماً اس قسم کا غلط پراپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ پاکستان میں ان کا بڑا عمل دخل ہو رہا ہے اور عنقریب وہاں ان کی مکمل حکومت قائم ہونے والی ہے ایسے حالات میں مسلمانوں کے عظیم اجتماع میں اس ملک کے سربراہ کی زبان سے اس قسم کے تاثرات کا اظہار کہ وہ کسی قادیانی احمدی ہوٹل میں قیام کو نہ خود پسند کرتے ہیں نہ عوام۔ قادیانیوں سے عوامی نفرت اور صدر کی اپنی ناپسندیدگی کا آئینہ دار ہے۔

اپنے ذاتی اختلافات اور سیاسی دشمنی کی بنا پر جو لوگ مسلمان حکمرانوں کو قادیانی ثابت کرنے کے لیے اپنا زورِ علم صرف کرتے ہیں انہیں اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے ہم انہیں ذاتی اور سیاسی اختلاف کی بنا پر اربابِ حکومت پر تنقید یا ان کی مخالفت سے منع نہیں کرتے ہمارا موقف یہ ہے کہ صرف مرزائیوں ہی کو قادیانی کہا جائے۔ اچھے بھلے مسلمانوں کو مرزائی ثابت کرکے اسلام اور ملتِ اسلامیہ کو نادانستہ نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کی جائے کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو جب صرف ذاتی مخالفت کی بنا پر مرزائی مرزائی کہا جائے گا تو خدانخواستہ ضد میں اگر کہیں واقعی وہ مرزائی نہ بن جائے اور ادنیٰ سرکاری ملازموں سے لے کر صدرِ مملکت تک جب سب کو مرزائی اور قادیانی ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی تو کمزور عقاید اور مفاد پرست افراد کہیں قادیانیوں کے ساتھ ہمدردیاں وابستہ نہ کرلیں ایسے حالات میں احتیاط اور دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی تمام تر توجہ پرانے قادیانیوں کی حرکات و سکنات اور ان کی علانیہ اور چھپی ہوئی سرگرمیوں پر رکھی جائے۔ ان کا بھرپور تعاقب اور احتساب کیا جائے۔ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک کو مؤثر بنایا جائے اور مسلمان اربابِ اقتدار کو قادیانیوں کے کیمپ میں خواہ مخواہ دھکیلنے کی کوشش کرکے اسلام اور ملتِ اسلامیہ کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

سجی ہے انجمن درد و سوز و ناز و نیاز ہوتے ہیں اس پہ مرتب مشاہداتِ حجاز

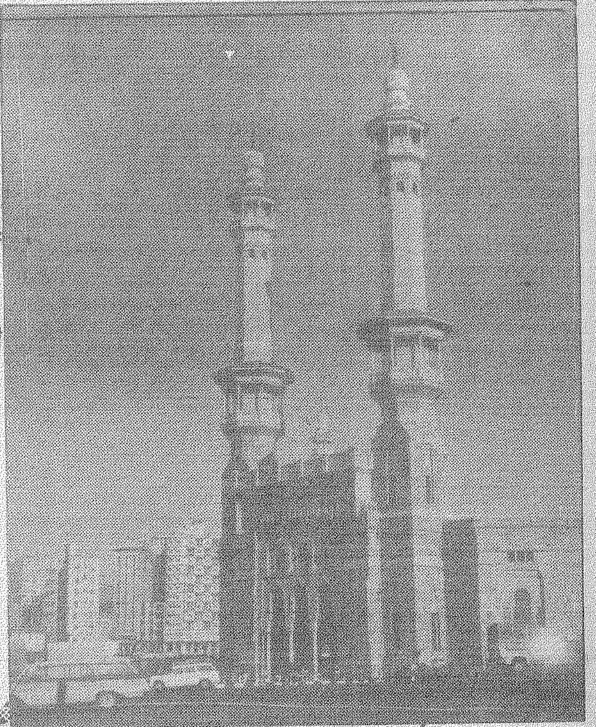
مشاہداتِ حجاز (۱۷)

مجاہد الحسینی

مسجد الحرام کی تعمیر میں استعمال ہونے والا خوبصورت پتھر سعودی عرب ہی سے دستیاب ہو رہا ہے

سنا ہے نئے حرم کی تعمیر کرنے والا خوش قسمت پاکستانی ہے؟

پاکستانی حجاج ناوانی کے باعث زرمبادلہ ضائع کر دیتے ہیں



۱۹ جنوری کو جمعہ کا دن تھا۔ نمازِ جمعہ مسجد الحرام میں ادا کرنے کا پروگرام تھا۔ مکہ معظمہ میں حاضری کے لیے ہم نے عمرہ کی نیت کی۔ میں نے اپنی پھوپھی صاحبہ کو ایصالِ ثواب کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھا۔ والدین کے انتقال کے بعد میری عمر دو سال کی ہوگی کہ پھوپھی صاحبہ نے ہی میری پرورش وغیرہ کا انتظام کیا تھا اور مشفق و مہربان اور ہمہ وقت دعاگو ماں کی حیثیت سے میرے ساتھ نہایت جانفشانی اور ہمدردی کا سلوک کیا۔ اپنی ایسی ماں کو کیسے فراموش کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ والدین خصوصاً پھوپھا صاحب اور اماں جان کی قبر کو نور اور اپنی رحمت سے بھر دے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

ہم اگرچہ جمعہ کی نماز سے بہت پہلے مکہ معظمہ میں حاضر ہو گئے تھے لیکن فرزندانِ اسلام کی حاضری اتنی کثیر تعداد میں تھی کہ بڑی مشکل سے مسجد الحرام کی نئی تعمیر شدہ عمارت کی بالائی منزل میں جگہ مل سکی۔

مسجد الحرام کی تعمیرِ نو دیکھ کر ہر شخص محوِ حیرت رہ جاتا ہے حکومت سعودیہ نے خوب دل کھول کر سرمایہ خرچ کیا ہے اور ابھی اس کی مزید توسیع کا مرحلہ زیرِ تکمیل ہے۔! کسی نے بتایا کہ تعمیرِ حرم کے لیے جس معمار کی خدمات حاصل کی گئی ہیں وہ پاکستانی ہے۔ اگر یہ صداقت ہے تو صرف معمار ہی نہیں بلکہ پاکستان بڑا خوش نصیب ملک ہے جسے یہ سعادت حاصل ہوئی مسجد الحرام کی تعمیر میں جو خوبصورت اور خوشنما پتھر استعمال کیا جا رہا ہے وہ تمام سعودی عرب کے پہاڑوں سے ہی دستیاب ہو رہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سنگِ مرمر کے علاوہ دیگر بے شمار اقسام کا خوبصورت پتھر مکہ معظمہ، طائف اور دیگر علاقوں کے پہاڑوں سے دستیاب ہو رہا ہے۔

● زرمبادلہ کا ضیاع

بہر نوع ہم نے مسجد الحرام کی بالائی منزل میں نمازِ جمعہ ادا کی۔ نمازی ابھی اپنی اپنی صفوں میں ہی بیٹھے تھے، گرمی کی شدت میں اضافہ ہو رہا تھا کہ چند لڑکے "زمزمزیاں" لے کر اوپر کی منزل میں آ گئے وہ زمزم پلا رہے تھے ہمارے سامنے والی صف میں جو لوگ بیٹھے تھے شکل و شباہت، وضع قطع اور لباس کے اعتبار سے وہ ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسمٰعیل خان، لورالائی وغیرہ علاقے کے حاجی معلوم ہوتے تھے۔ انھوں نے ایک لڑکے سے پانی مانگا۔ غالباً چار پانچ گلاس پانی کے پیے ہوں گے کہ لڑکے نے ان سے "فلوس" (پیسے) طلب کیے ایک شخص نے دوسرے ساتھیوں کے منہ کی طرف دیکھا تو دوسرے نے کچھ پیسے دینے کا اشارہ کیا۔ غالباً ان کے پاس ریزگاری نہیں تھی اس لیے دس ریال کا نوٹ پیش کیا جس میں سے چھ ریال واپس کر دیئے گئے گویا چار گلاس پانی چار ریال میں نوش فرمائے گئے انھوں نے اس پہ حیرت کا اظہار بھی کیا مگر لڑکے وہ جگہ چھوڑ کر جا چکے تھے۔ اس واقعہ کا تذکرہ یہاں اس لیے کیا گیا ہے کہ اوّل تو عازمینِ حج کو زرمبادلہ ویسے کم ملتا ہے دوسری بات یہ اکثر عازمینِ حج جدہ اترتے ہی اور مکہ معظمہ میں داخل ہوتے ہی ریڈیو، گھڑیاں اور بوسکی خریدنا شروع کر دیتے ہیں اور تیسری یہ کہ عربی زبان سے ناواقفیت کے باعث زرمبادلہ نہایت بے رحمی کے ساتھ خرچ کیا جاتا ہے۔ نتیجتہً زرمبادلہ ختم ہو جاتا ہے تو پھر حکومت کی بدنظمی اور کس مپرسی کا رونا رویا جاتا ہے۔

عازمینِ حج اگر پورے مناسکِ حج ادا کر کے واپسی پر بقایا زرمبادلہ سے ضروری اشیاء خریدنے کی کوشش کیا کریں تو سعودی عرب میں قیام کے دوران انھیں دوسروں سے قرض مانگنے اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے ——— غرضیکہ ہم نے نمازِ جمعہ اور عمرہ ادا کیا۔ بیت اللہ کے سامنے چند بزرگوں خصوصاً حضرت مولانا حبیب احمد چکوالی، مولانا عبدالبارئ زعیم پاجھاد پیرجی عبداللطیف جہجر ولمی اور دیگر بزرگوں سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مولانا حبیب احمد چکوالی سے دیر تک گفتگو ہوئی۔ انھوں نے حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ کی خدمت میں خصوصی سلام کا پیغام بھی دیا۔

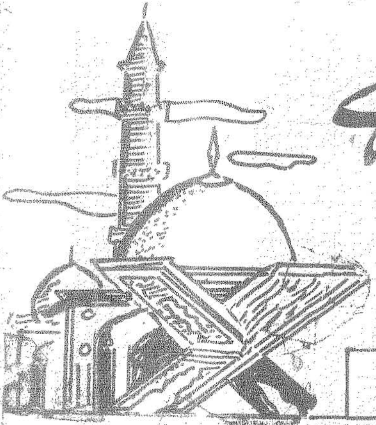
حرم کعبہ سے نمازِ مغرب کے بعد باہر نکلے اور جدہ کو روانگی ہوئی وہاں جاکر معلوم ہوا کہ مولانا کوثر نیازی قائد پاکستانی حج وفد کا ٹیلیفون آیا ہے وہ شام کو فندق قصر القریش پہنچ رہے ہیں اور وہ سعودی عرب کا دورہ کرنے والے صحافتی وفد کے اراکین اور خصوصاً رکن وفد مصطفٰے صادق کی ضعیف اور چلنے پھرنے سے معذور والدہ محترمہ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ نمازِ مغرب کے بعد مولانا کوثر نیازی ہوٹل القریش میں تشریف لائے اور والدۂ صادق کی خدمت میں جھک کر سلام عرض کیا۔ ان کے گھٹنے اور پاؤں پکڑے۔ والدۂ صادق نے مولانا نیازی کے مرحوم جواں بیٹے فاروق نیازی کا ذکر کیا اور دعائیں دیں تو مولانا نیازی دیر تک زار و قطار روتے رہے۔

مصطفٰے صادق صاحب کی والدہ محترمہ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ مولانا نیازی کا پسرانہ تعلق خاطر ان دنوں سے ہے جب صادق صاحب اور مولانا نیازی دونوں جماعتِ اسلامی میں تھے۔ ان دنوں مولانا نیازی، مصطفٰے صادق کے ہاں اکثر آیا کرتے تھے، اور ان کی والدہ محترمہ بھی مولانا نیازی کے ساتھ اپنے دیگر بچوں جیسا ہی شفقت و محبت کا سلوک کرتیں اور ہمہ وقت ان کی عظمت اور ترقی کے لیے دعاگو ہوتیں۔ اور آج بھی خدا کے فضل و کرم سے والدہ محترمہ کی دعاؤں کا سلسلہ ان کے لیے جاری و ساری ہے۔ اور ان دعاؤں کے اثرات کا مشاہدہ بھی کیا گیا ہے۔ اور ان دونوں حضرات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بے پایاں نعمتوں سے نوازا ہے۔ مولانا نیازی کچھ دیر والدہ محترمہ کی خدمت میں رہ کر رومال سے آنسو خشک کرتے کمرہ سے باہر تشریف لائے نہایت رقت انگیز منظر تھا۔ سب حضرات سراپا سکوت

اجتماع جمعۃ المبارک

۱۹ جولائی ۱۹۷۳ء

مرتب عبدالرشید انصاری



اسلام اتحاد و مساوات کا علمبردار ہے

ذلتوں اور رسوائیوں کے دلدل سے نکلنے کے لیے

اسلام کے نجات آفریں احکامات پر عمل کرنا چاہیے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کا خطاب

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد :

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ (آل عمران ۔ آیت ۱۰۳)

ترجمہ : اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو ۔ اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم آپس میں دشمن تھے ۔ پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی ۔ پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے اور آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے ۔ پھر تم کو اس سے نجات دی ۔ اسی طرح تم پر اللہ اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ ۔

اسلام دین اجتماعیت ہے وہ دنیا میں انفرادی جدو جہد انفرادی زندگی ذاتی مفاد اور نجی خواہشات کی جگہ اجتماعی جدو جہد اجتماعی ترقی ملی مفاد اور قومی ترقی کا شوق اور ولولہ پیدا کر کے تمام انسانوں کو ذلت و ادبار کے تاریک غاروں سے نکال کر فلاح و کامرانی کی روشن راہوں پر ڈالنا چاہتا ہے ۔ کیونکہ جب تک افراد جمع نہیں ہوں گے ان کی صلاحیتوں کو کسی ایک مقصد کے لیے کام میں لانا محال ہو گا اسی طرح جب ملت اسلامیہ کے تمام افراد دین الٰہی کی بالادستی قائم کرنے ، برائیوں کو مٹانے ، اپنے ملی وقار و مفادات کے تحفظ و دفاع کے لیے اپنی تمام تر توجہات اور تفکرات کو ایک جگہ پر مرکوز نہیں کریں گے اس وقت تک ان کا وجود تک خطرے میں رہے گا کیونکہ انتشار سے پیدا ہونے والی کمزوری قوموں اور ملتوں کے لیے جان لیوا ثابت ہوا کرتی ہے ۔

چنانچہ اسلام نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ رنگ ، نسل ، علاقہ اور مال و دولت کے معیار پر انسانوں میں طبقاتی درجہ بندی کو باطل قرار دیا ۔ اور واضح طور پر قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے اعلان کر دیا کہ کسی عربی کو عجمی پر ، عجمی کو عربی پر ، سفید کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی افضلیت و برتری حاصل نہیں ۔ اسلام کے عالمگیر نظام حیات میں تمام انسان حقوق معیشت میں مساوی اور برابر کے حقدار ہیں ۔ خلیفۃ الرسول ؐ جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب مال غنیمت آیا تو سب کو دس دس تقسیم کیے ۔ دوسری مرتبہ جب اس سے دگنا مال غنیمت آیا تو سب کو بیس بیس تقسیم کیے اور ارشاد فرمایا ۔ حقوق کے لحاظ سے دنیا میں سب برابر ہیں ۔ جو نیکی میں دوسرے سے آگے ہے اس کا اجر اللہ تعالیٰ آخرت میں عطا فرمائیں گے ۔

اسلام عدل و مساوات کا علمبردار ہے اور وہ کسی کو حق نہیں دیتا کہ وہ دوسروں پر فوقیت و برتری قائم کرے اور حقوق و معاملات میں اپنے لیے دوسرے لوگوں سے مختلف مراعات حاصل کرے ۔ کیونکہ اس طرح باہمی بغض و حسد اور فتنہ و فساد کا ماحول پیدا ہوتا ہے باہمی الفت پیار اور اتفاق و اتحاد کی قدریں پامال ہو جاتی ہیں اور انتقام و تشدد کے جذبات جنم لینے لگتے ہیں ۔

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اہل حمص سے دریافت فرمایا ۔ تمہارا امیر کیسا ہے ؟ عرض کیا گیا ۔ یا امیر المومنین ! ہمارا امیر نہایت نیک آدمی ہے ہم صرف اس میں ایک نقص پاتے ہیں کہ اس نے شان و شوکت اور آرام کے ساتھ رہنے کے لیے ایک محل بنوا لیا ہے ۔ فاروق اعظم رضؓ یہ سن کر غصہ سے بھر گئے ۔ اور اسی وقت اپنے قاصد کو حمص روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہاں پہنچتے ہی لکڑیاں جمع کر کے محل کے دروازے میں آگ لگا دینا ۔ قاصد حمص پہنچا اور حکم فاروق رضؓ کی تعمیل کرتے ہوئے آگ لگانے کے لیے لکڑیاں اکٹھی کریں ۔ دیکھنے والوں نے فوراً جا کر امیر کو اطلاع دی کہ مدینہ سے ایک شخص آیا ہے اور آپ کے محل کو آگ لگا رہا ہے ۔

امیر نے کہا لگانے دو ۔ وہ عمر فاروق رضؓ کا قاصد ہے ۔ اور اس کے بعد امیر حمص خود بارگاہِ فاروقی میں حاضر ہوئے ۔ عمر فاروق رضؓ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس امیر کو تین روز تک دھوپ میں رکھا جائے چنانچہ انہیں تین دن دھوپ میں رکھا گیا ۔ چوتھے روز عمر فاروق رضؓ اپنے ہمراہ خود انہیں اس جگہ لے گئے جہاں زکوٰۃ کے اونٹ باندھے ہوئے تھے ۔ حضرت عمر رضؓ نے پہلے امیر کا قیمتی لباس اتروایا اور پہننے کے لیے ایک کمبل دیا پھر حکم دیا کہ پانی بھر بھر کر ان تمام اونٹوں کو پلاؤ جب وہ تمام اونٹوں کو پانی پلا چکے تو تھک کر چور ہو گئے ۔ حضرت عمر رضؓ فرمانے لگے " تھک کیوں گئے ؟ پہلے بھی تو یہی کام کیا کرتے تھے ۔ امیر نے عرض کی ۔ امیر المومنین ! اس کام کو چھوڑے ہوئے مدت گزر گئی ہے ۔ آپ نے فرمایا ۔

" پھر اسی لیے تم نے بالا خانہ بنوایا تھا اور مسلمانوں سے اونچے ہو کر سوتے تھے ؟ اب اپنے عہدے پر حمص واپس جاؤ مگر آئندہ کبھی ایسا کام نہ کرنا ۔ "

غور فرمائیں عہدِ فاروقی کے اس واقعہ پر ایک طرف عوام الناس میں اپنے حاکم کے محاسبے اور اس کو ناروا عمل سے روکنے کا جذبہ ، دوسری طرف حاکم حمص کا اپنے قصور کا اعتراف اور اس کی سزا کا بخوشی قبول کرنا ۔ اور اصل بات یہ کہ حضرت عمر رضؓ کا ملک میں اونچ نیچ پیدا کرنے اور ایک حاکم کا لوگوں سے الگ تھلگ امتیازی شان سے زندگی بسر کرنے والے اعمال کا فوری اور سخت سدِباب فرمانا ۔

ذرا اندازہ فرمائیں کہ اسی ایک واقعہ نے عوام کے دل و دماغ پر ملکی و ملی خدمت اور دینی احکام پر عمل پیرا ہونے کے لیے کتنے انقلاب انگیز اثرات مرتب کیے ہوں گے اور قرآن و سنت کے واضح احکام سے ہٹ کر چلنے کے اسباب نے کس طرح دم توڑ دیا ہو گا ۔ اسلام کا یہ حکم

دنیا کے لیے امن و آشتی اور فلاح و ارتقاء کا پیغام ہے خواہ وہ کسی بھی انسانی شعبۂ زندگی سے تعلق رکھتا ہو۔ انہی احکام پر کاربند ہونے نے عرب کے بادیہ نشینوں کی برسوں پرانی دشمنیوں کا خاتمہ کر دیا اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو باہم شیر و شکر بنا دیا تھا۔ اس وقت پوری نوع انسانی خدا فراموشی اور انسانوں پر انسانوں کی خدائی کے ظالمانہ نظام کی تاریکیوں میں بھٹکتی پھرتی جہنم کے کنارے پہنچ چکی تھی جب اس کا ہاتھ پکڑ کر راہِ راست پر لانے اور دنیا میں ذلت و ادبار اور آخرت میں عذاب الٰہی سے بچانے والا کوئی نہ ملا تو وہ مایوس ہو گئی۔ اور قدرت کو اس کے حال پر رحم آ گیا۔ آسمان سے رحمت کے فرشتے اترنے لگے اور کائنات کی سب سے بڑی صداقت اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ ریگ زار عرب میں نبی امی ﷺ پر نازل ہوئی تو تاریکی چھٹ گئی اور کائنات ارض و سما کے اطراف و اکناف تک روشنی پھیل گئی بھولی بھٹکی انسانیت کو راستہ نظر آ گیا اور وہ الوہیت و ربوبیت خداوندی کے اعتراف کے ساتھ اتباع و فرمانبرداری اور نیکی و بھلائی کے لیے مستعد ہو گئی اسے دوبارہ زندگی مل گئی اور موت کے منہ سے واپس آ گئی۔ خدائے ذوالجلال نے اپنے اسی احسان عظیم کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو اور باہم جدا جدا نہ ہو جاؤ۔ اور اپنے اوپر اللہ کے اس عظیم احسان کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ حالانکہ تم تو آگ کے گڑھے کے کنارے پر جا پہنچے تھے پھر تم کو اس (تباہی) سے بچا لیا۔ اللہ العالمین یوں اپنے احسانات تمہیں یاد دلاتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

دعا فرمائیں کہ آج ہم مصائب و مشکلات ذلتوں اور رسوائیوں کے جس دلدل میں پھنس گئے ہیں اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے دین کے نجات آفرین احکامات پر عمل پیرا ہو جائیں اور اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو ایک بار پھر اکٹھے ہو کر مضبوطی کے ساتھ تھام لیں اور ہمارا پروردگار ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین ثم آمین!

★

مجلس ذکر میں

ترتیب
عبدالرشید انصاری

۱۹ جولائی ۱۹۷۳ء

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھا جائے تو اجر و ثواب بھی ملے گا اور ـــــ مصائب و امراض سے نجات بھی عطا ہو گی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کا خطاب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

قرآن کریم بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو دنیا سے جہالت، تاریکی، مایوسی، بے انصافی اور روح و قلب کی بیماریوں کو ختم کرنے کے لیے آیا ہے۔ وہ ایک صحیح ضابطہ حیات اور فلاح دارین کے لیے نسخہ کیمیا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور مولانا حالی مرحوم نے کتنے خوبصورت انداز میں اس بات کو بیان فرمایا ہے ؎

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ (ہر مرض کی دوا موجود ہے)، تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم میں پیدا ہونے والی ان گنت بیماریوں میں سے ہر ایک کے لیے مختلف صورتوں میں ادویات پیدا فرمائی ہیں جن سے ڈاکٹر طبیب نسخے تیار کرتے اور مریضوں سے استعمال کرواتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قلب و روح کی جملہ بیماریوں کے علاج کے لیے ایک ہی نسخہ کیمیا "قرآن مجید" نازل فرما دیا ہے۔ لیکن یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان قرآن کے اصل مقاصد کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کر کے دنیا و آخرت کی تمام پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے بجائے قرآن مجید کو صرف ثواب حاصل کرنے یا کاروبار نہ چلتا ہو، کوئی بیماری یا تکلیف ہو تو اس کی مقدس آیات کے تعویذات حاصل کرنے تک کوشش اور جد و جہد کو محدود رکھتے ہیں۔

آج کل یہ فیشن بن گیا ہے کہ کسی کی ٹانگ میں درد ہو، پیٹ میں تکلیف ہو یا آنکھیں دکھتی ہوں تو وہ تعویذ لینے کے لیے آ جاتا ہے۔ جب ان سے کہا جائے کہ بھائی قرآن کریم کی فلاں آیت فلاں وقت میں پاک صاف ہو کر اتنی بار روزانہ پڑھا کرو تو اس محنت سے بھی دامن چرانے کی کوشش کرتے ہیں جو انہی کے فائدے کے لیے ہے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ حقیقت حال معلوم کی جاتی کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کچھ کم و بیش پیغمبر دنیا میں تشریف لائے اور دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے انہوں نے لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کے احکام بیان فرمائے جو سب عمل کرنے کے لیے تھے ـــ اسی طرح آخری امت کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر احکامات نازل فرمائے۔ جو سب عمل کرنے کے لیے ہیں یہ نہیں کہ ان کو صرف خوبصورت لکھ کر ادب و احترام کے ساتھ برکت کے لیے رکھ لیا جائے یا تعویذ بنا کر گلے میں ڈال لیا جائے۔ جو شخص علماء کو گالیاں دیتا ہو، دینی تعلیم کو فضول جانتا ہو، بے ایمانی اور چور بازاری سے حرام دولت کماتا ہو، شب و روز احکام الٰہی کے خلاف چلتا ہو اس کے پیٹ میں تکلیف ہو، سر میں درد ہو تو تعویذ لینے کے لیے آ جائے تو اسے شرم آنی چاہیے اور خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہیے کیونکہ وہ اسلام اور قرآن کے ساتھ ناانصافی کر رہا ہے۔ مگر ہاں وہ غریب جو سارا دن محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا ہے، خدا کا نام لیتا ہے بچوں کو کسی موسیقی سنٹر اور کرسچین سکول میں بھیجنے کے بجائے مسجد و مدرسہ میں تعلیم دلاتا ہے اسے کوئی دکھ درد اور پریشانی پیش آئے تو مناسب ہے کہ شفا کے لیے دعا کرائے، کوئی عمل پوچھے یا تعویذ لے کیونکہ اس کے پاس بڑے بڑے اونچے درجے کے ہسپتالوں میں جانے کے وسائل نہیں ہیں اور ڈاکٹروں کو سینکڑوں روپے ادا کرنے

(باقی صفحہ پر)

مراسلات

سندھی نہیں ہندو فوج

خدام الدین کے ایک گزشتہ شمارے میں "جنگ داہر" کے زیر عنوان ایک معلوماتی مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں چند ایک ایسے جملے بھی ہیں جن سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ سندھی محمد بن قاسم کے خلاف تھے حالانکہ راجہ داہر کی فوج ہندو تھی اور انہوں نے ہی مخالفت کی تھی۔ اس لیے سندھی فوج کے بجائے ہندو فوج کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں تاکہ اہل سندھ کے خلاف نفرت نہ پیدا ہو۔

(ایک طالب علم، لیاقت میڈیکل کالج جمشورو)

"مضمون کے مندرجات میں جس سندھی فوج کا ذکر ہے قاری یہ سمجھتا ہے کہ اس سے مراد ہندو فوج ہی ہے مسلمان سندھی اس سے مراد نہیں۔ ویسے رفع شک کے لیے ہم نے یہ مراسلہ شائع کر دیا ہے۔ (ادارہ)

دیہات کے ائمہ مساجد کیلیے چار ایکڑ زمین

انجمن اصلاح نوجوانان اسلام کے صدر مولوی فقیر محمد نے دیہات میں ائمہ مساجد کو ذریعہ معاش کے طور پر چار ایکڑ سرکاری زرعی اراضی دینے کے بارے میں حکومت پنجاب کے مستحسن فیصلہ کا زبردست خیر مقدم کیا ہے اور اپیل کی ہے کہ کم از کم ½۱۲ ایکڑ اراضی دی جائے اور باقی تین صوبوں میں بھی صوبہ پنجاب کے فیصلہ کی تقلید کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ دنوں ریونیو بورڈ پنجاب کے سینئر رکن مسٹر اے جی رضا نے اعلان کیا تھا کہ امام مسجد کو جب تک کہ وہ گاؤں کی مسجد کا امام رہے بہتر رتبہ اور ذریعہ معاش کے لیے چار ایکڑ سرکاری زرعی زمین دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں مولوی فقیر محمد نے مئی ۱۹۷۱ء میں گورنر پنجاب اور بورڈ آف ریونیو پنجاب کے سینئر رکن ایم مسعود سے تحریری درخواست کی تھی کہ پانچ لاکھ ایکڑ سرکاری اراضی جو بے زمین کاشت کاروں کو دینے کا فیصلہ کیا ہے اس سے دیہات کے ائمہ مساجد کو ان کی اقتصادی حالت درست کرنے کے لیے گزارہ یونٹ ½۱۲ ایکڑ زمین عطا کی جائے۔ درخواست میں کہا گیا تھا کہ انگریزی دور حکومت میں ائمہ مساجد کو جان بوجھ کر کمین قرار دیا تھا۔ موجودہ حالات میں جب کہ ملک آزاد ہے اور اسلامی معاشرے کی تعمیر کی ضرورت ہے تو ائمہ مساجد کو ان کا اصل مقام ملنا چاہیے یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ان کو خود کفیل ہونے کے لیے گزارہ کے طور پر زرعی رقبہ دیا جائے حکومت پنجاب نے ائمہ مساجد کو زمین دینے کا مطالبہ تسلیم کر کے ایک مستحسن اقدام کیا ہے مگر چار ایکڑ رقبہ بالکل ناکافی ہے جبکہ گرانی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ائمہ مساجد کے اعزاز و اکرام کے پیش نظر کم از کم ساڑھے بارہ ایکڑ زرعی اراضی دی جائے تاکہ ان کی گزر اوقات بہتر ہو سکے۔ انجمن نے مرکزی حکومت سے بھی اپیل کی ہے کہ صوبہ سندھ، سرحد اور بلوچستان میں دیہات کے ائمہ مساجد کو بھی گزارہ کے طور پر سرکاری زرعی اراضی دی جائے۔

بروز جمعہ اخبارات کے فلمی ایڈیشن

مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات اوقاف و حج مولانا کوثر نیازی نے یقین دلایا ہے کہ جمعہ کے روز اخبارات کے فلم سپلیمنٹ اور سینماؤں میں نئی فلم شروع کرنے پر پابندی لگانے کے متعلق حکومت سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں جلد ہی اقدامات کیے جائیں گے۔ یہ یقین دہانی انجمن اصلاح نوجوانان اسلام کے صدر مولوی فقیر محمد کی ایک یادداشت کے جواب میں کرائی گئی ہے۔ جس میں انہوں نے وزیر اطلاعات و نشریات حکومت پاکستان مولانا کوثر نیازی سے مطالبہ کیا تھا کہ نوجوانوں کے اخلاق کے تحفظ اور اسلامی اقدار کی بحالی کے لیے جمعۃ المبارک کے دن فلمی ایڈیشن اخبارات کو شائع کرنے سے حکماً روک دیا جائے اور سینماؤں میں جمعہ کے دن فلموں کے افتتاح پر فوری پابندی عائد کی جائے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے اور مستقل آئین میں سرکاری مذہب اسلام رکھا گیا ہے اور ملک کا نام اسلامیہ جمہوریہ پاکستان منظور کیا گیا ہے

اس سلسلہ میں وزارت اطلاعات و نشریات اوقاف و حج کے شعبہ اسلامیات کے ایک رکن نے اپنے خط میں مولانا فقیر محمد کو اطلاع دی ہے کہ آپ کا خط معہ تراشہ از ہفت روزہ "خدام الدین" عزت مآب مولانا کوثر نیازی وزیر اطلاعات و نشریات اوقاف و حج حکومت پاکستان کو موصول ہوا۔ اور وزیر موصوف نے اس کا مطالعہ فرمایا۔ آپ نے جس چیز کی طرف وزیر محترم کی توجہ مبذول کرنے کے لیے یہ خط بھیجا ہے اس کے لیے موصوف آپ کے شکر گزار ہیں۔ تاہم اطلاعاً تحریر ہے کہ یہ مسئلہ پہلے سے موصوف کے زیر غور ہے۔ جو اخبارات جمعہ کے روز فلم کا صفحہ شائع کرتے ہیں ان کی تعداد زیادہ نہیں۔ پھر بھی وزیر محترم محسوس کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز کسی اخبار کا فلم سپلیمنٹ شائع نہیں ہونا چاہیے۔ اس سلسلہ میں جلد ہی مناسب اقدامات کیے جائیں گے۔ مطمئن رہیں۔

تجویز کے دوسرے حصے یعنی سینماؤں میں جمعہ کے دن نئی فلم شروع کرنے کی رسم انگریزوں کے زمانہ سے چلی آرہی ہے اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی تاہم یہ مسئلہ بھی اہم ہے۔ اور اس سلسلہ میں بھی جلد ہی اقدامات کیے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سکرٹری انجمن اصلاح نوجوانان اسلام
بخاری چوک ڈی ٹائپ کالونی، لائلپور

حضرت پیر خورشید احمد کو خراج تحسین

مدنی جامع چکوال ۱۵ رجون بروز جمعہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر خدام اہلسنت والجماعت صوبہ پنجاب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

۱۲ رجون صبح تین بجے حضرت مولانا پیر خورشید احمد صاحب خلیفہ اعظم حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات واقع ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت پیر صاحب جیسی روحانی شخصیت کا وجود باجود اس دور میں مسلمانان پاکستان کے لیے انتہائی غنیمت تھا۔ چونکہ حضرت پیر صاحب کو خدام اہلسنت والجماعت کی سرپرستی بھی حاصل تھی۔ اس لیے بھی حضرت رحمہ کی وفات خاص طور پر خدام اہلسنت کے لیے باعث صدمہ ہوئی۔ حضرت پیر صاحب کی عمر [illegible] سال سے بھی زیادہ تھی۔ باوجود ضعف اور کمزوری کے لاہور دو روزہ سنی کانفرنس منعقدہ ۲۴-۲۵ ستمبر ۱۹۷۲ء میں تشریف لائے اور ذکر اللہ کے فوائد پر بہت مؤثر اور جامع تقریر فرمائی۔ مدنی جامع مسجد چکوال کے دینی طلبہ نے حضرت کی وفات پر قرآن پاک کا ختم کر کے پیر صاحب کی روح مبارک کو ایصال ثواب بھی کیا۔ تقریر کے دوران حضرت قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ نے پیر صاحب کی ایک کرامت کا ذکر فرمایا کہ لاہور کانفرنس کی جلسہ گاہ کے قریب جس شخص کے مکان پر حضرت پیر صاحب نے قیام فرمایا تھا اور صاحب خانہ نے انتہائی خلوص اور محبت سے حضرت پیر صاحب اور دیگر مہمانوں کی خاطر تواضع فرمائی تھی۔ رات کو صاحب خانہ نے خواب میں دیکھا کہ پیر صاحب نے اس کو قرآن پاک لانے کے لیے کہا تاکہ اس کو کچھ وظیفہ بتایا جائے۔ چنانچہ جب اس کی آنکھ کھلی وہ شخص اسی وقت پیر صاحب کے کمرہ میں گیا۔ آپ نوافل میں مشغول تھے۔ جب سلام پھیرا تو خود ہی فرمایا کہ قرآن پاک لے آؤ تاکہ تمہیں تلاوت کے لیے کچھ بتاؤں۔ وہ قرآن کریم لے آئے اور حضرت پیر صاحب نے اس کو کچھ تلاوت کے لیے بتایا۔ اس واقعہ سے خواب کی بھی سچائی ثابت ہو گئی۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ نے اپنی تقریر میں حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کی وفات کا بھی ذکر فرمایا اور ان کے

عالمِ اسلام

کرنل قذافی نے اپنا استعفیٰ واپس لینے سے انکار کر دیا

وزیر اعظم عبدالسلام جلود کی صدر سادات سے اہم ملاقات

قاہرہ ۲۳ جولائی (رائٹر) لیبیا کے وزیر اعظم مسٹر عبدالسلام جلود خاص طیارے کے ذریعہ قاہرہ پہنچ گئے ہیں جہاں وہ صدر انور السادات سے مل کر ان سے اپیل کریں گے کہ کرنل معمر قذافی کے ساتھ ٹیلی فون پر گفتگو کریں اور انہیں استعفیٰ واپس لینے پر مجبور کریں۔

صدر انور السادات نے کل رات کرنل قذافی کو ایک تار ارسال کیا تھا جس میں ان سے اپیل کی تھی کہ وہ اپنا استعفیٰ واپس لے لیں۔ معلوم ہوا ہے کہ کرنل معمر قذافی نے ابھی تک اپنا استعفیٰ واپس لینے پر رضامندی کا اظہار نہیں کیا۔ دریں اثناء بن غازی اور لیبیا کے کئی بڑے بڑے شہروں میں عوام نے زبردست مظاہرے کیے اور مطالبہ کیا کہ کرنل قذافی اپنا استعفےٰ واپس لیں۔

انقلابی کونسل نے ایک بیان میں بتایا ہے کہ کرنل معمر قذافی کا استعفےٰ انقلابی کونسل منظور نہیں کرے گی۔ کیونکہ کرنل قذافی ان کے قائد ہیں۔ اور قائد کا استعفیٰ منظور کرنے کا کونسل کو کوئی اختیار نہیں۔

رائٹر نے بن غازی سے اطلاع دی ہے کہ کرنل معمر قذافی کی تقریر سننے کے لیے لوگ ہزاروں کی تعداد میں بن غازی پہنچ رہے ہیں۔ وہ آج کسی وقت تقریر کریں گے اور اپنے استعفیٰ کی اصل غرض و غایت بیان کریں گے۔ غیر ملکی مبصرین کا کہنا ہے کہ انقلابی کونسل کی طرف سے استعفیٰ کی دھمکی کے بعد حالات خاصے پریشان کن ہو گئے ہیں اور خیال یہی ہے کہ کرنل قذافی مجبوراً آج اپنی تقریر میں استعفیٰ واپس لینے کا اعلان کریں گے۔

بومحی الدین مراکش پہنچ گئے

الجزیرہ ۲۳ جولائی (رائٹر) الجزائر کے صدر ہواری بومحی الدین شاہ مراکش اور ماریطانیہ کے صدر کے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے مراکش پہنچ گئے ہیں۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ تینوں ملکوں کے سربراہ ان تمام مسائل پر تبادلہ افکار کریں گے جن کا سامنا ان تینوں ملکوں کو کرنا پڑ رہا ہے۔

افغانستان سے ۳۰ جرنیل رہا کرائے گئے

کابل میں صورت حال معمول پر ہے (بی بی سی)

لندن ۲۳ جولائی (ریڈیو رپورٹ) افغانستان کی نئی حکومت نے انقلاب کے بعد جن تیس فوجی جرنیلوں کو گرفتار کیا تھا۔ انہیں رہا کر دیا گیا ہے۔ بی بی سی نامہ نگار نے کابل سے اطلاع دی ہے کہ جرنیل اب اپنے اپنے عہدوں پر واپس چلے گئے ہیں۔ واضح رہے کل کابل کی داؤد حکومت نے پہلے طیارے کو کابل میں اترنے کی اجازت دی تھی۔ اس میں بی بی سی کا نامہ نگار بھی تھا۔ نامہ نگار کا کہنا ہے کہ دارالحکومت میں مکمل خاموشی ہے اور حالات معمول پر نظر آتے ہیں ہوائی اڈہ سے شہر تک کے راستے میں جگہ جگہ بکتر بند گاڑیاں کھڑی ہیں اور فوجی دستے اہم عمارات پر پہرہ دے رہے ہیں۔ ٹیلیفون ابھی تک کٹے ہوئے ہیں اور سنسر شپ نافذ ہے۔

نامہ نگار نے لکھا ہے کہ شاہ ظاہر شاہ کی حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد جو خونریز لڑائی ہوئی تھی اس میں ہلاک ہونے والوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی اور نہ ہی شاہی خاندان کے افراد کے بارے میں کچھ پتہ چل سکا ہے تاہم خیال ہے کہ وہ شاہی محل میں ہی نظر بند ہیں۔ سابق وزیر اعظم موسیٰ شفیق حراست میں ہیں لیکن انہیں کوئی گزند نہیں پہنچی۔

ہم پر بہت ذمہ داریاں عائد کر دی گئی ہیں

قاہرہ ۲۳ جولائی (رائٹر) مصر کے صدر انور السادات نے کہا ہے کہ اسرائیل نے مصر کا جتنا بھی علاقہ ۱۹۶۷ء کی جارحیت میں ہتھیا لیا تھا مصر اسے بزور طاقت دوبارہ حاصل کرنے کا عزم صمیم کر چکا ہے۔ صدر سادات شاہ فاروق مرحوم کی حکومت کا تختہ الٹنے کی ۲۱ ویں سالگرہ کے موقع پر حکمران عرب سوشلسٹ یونین کے لیڈروں اور مصری پارلیمنٹ کے ارکان کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ جب وہ ہال میں داخل ہوئے تو ان کا خیر مقدم تالیوں اور پرجوش نعروں سے کیا گیا۔ ان کی تقریر اسی حال سے مصری ریڈیو اور ٹی وی پر ریلے کی گئی۔ جب سے مصر اور لیبیا کے ادغام کے سلسلے میں مصر اور لیبیا کے ادغام

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بقیہ: مجلس ذکر

کی اس میں استطاعت نہیں ہے۔

اس لیے سب کو قرآن مجید پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بلاشبہ قرآن پاک کے ہر ہر لفظ میں برکتیں اور رحمتیں مضمر ہیں۔ ان کے تعویذ بنانے کی بجائے اگر ہم ان کو سمجھ کر پڑھا کریں تو اللہ تعالیٰ اجر و ثواب بھی عطا فرمائیں گے اور مصیبت و بیماری سے نجات بھی مل جائے گی۔ مثلاً دفع امراض کے لیے سورہ فاتحہ کا عمل کیا جائے۔ لاعلاج امراض اور مایوس بیماروں کے لیے ہمارے اکابر کا یہ مجرب ترین عمل ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں اور آپ کے بعد آج تک ہزاروں افراد کو اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی برکت سے مہلک امراض سے شفاء کاملہ بخشی ہے۔ اس عمل کا طریقہ یہ ہے کہ سورہ فاتحہ مع وصل بسم اللہ (یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝) نماز فجر سے موخر یا مقدم اکتالیس مرتبہ روزانہ چالیس یوم تک نہار منہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے مریض کو پلائیں۔ اور ان چالیس دنوں (میں) جو بھی گھنٹے ہیں رات دن جب بھی مریض کو طلب ہو یہی پانی پلائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ نصیب ہوگی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "سورہ فاتحہ موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے"۔

اسی طریقہ سے ایک اور عمل بھی یاد رکھیں اور میں ان دونوں کی سب کو عام اجازت دیتا ہوں۔

کچھ عرصہ سے خطوں اور مختلف ذریعوں سے دشمنوں اور مخالفین کے شر سے بچنے کے لیے لوگ تعویذ مانگتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ عمل بہت مفید اور برکت والا ہے۔ اس پر میرا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شیوخ کا عمل رہا ہے۔ یہ عمل اس طرح ہے کہ سورہ حشر کی آخری تین آیات هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ تک نماز عشاء کے بعد ایک مرتبہ پڑھا جائے پھر دوبارہ ان تینوں آیات میں مذکورہ اسماء حسنیٰ کو لفظ یا کے ساتھ ملا کر جیسے یَا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یَا مَلِكُ یَا قُدُّوْسُ یَا سَلٰمُ یَا مُؤْمِنُ ایسے ہی آخر تک پڑھا جائے اور اس وقت اپنے مقصد کا تصور کر لیا جائے (بشرطیکہ یہ مقصد خلاف شریعت نہ ہو) اور پڑھ کر اپنے سینے پر دائیں سے بائیں دم کر لیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مکر ماکرین، کید کائدین، ظلم ظالمین اور شر شیاطین و نفس امارہ سے نجات ملے گی۔

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی کتاب کو سمجھنے اس کی تعلیمات پر عمل کرنے اور اس عظیم الشان انعام کی قدر و منزلت اور رتبہ پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

طبی معلومات

برسات کے دو مفید پھل — آم اور جامن

استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی (سابق پرنسپل طبیہ کالج) مدیر تذکرہ لاہور

مرزا غالب کا یہ لطیفہ تو آپ سب نے سنا ہو گا کہ "دیکھا مرزا صاحب! گدھے بھی آم نہیں کھاتے" — "جی ہاں! گدھے آم نہیں کھاتے!" ——— راقم الحروف اپنے ایک گزشتہ مضمون میں قارئین کرام کو موسم گرما کے بعض مشہور پھلوں خربوزہ، کھیرا اور ککڑی وغیرہ کے خواص سے آگاہ کر چکا ہے۔ یہ پھل موسم گرما کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے ہیں اور سارے مغربی پاکستان میں لاہور سے لیکر کراچی تک برسات کا موسم اپنی بہار دکھا رہا ہے برسات کا موسم اپنی جلو میں بارشیں اور سیلاب ہی نہیں لاتا آم اور جامن جیسے لذیذ اور مفید پھل بھی لاتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ جس طرح گلاب پھولوں کا بادشاہ ہے اسی طرح آم پھلوں کا بادشاہ ہے۔ آم کھانے کا موسم بھی برسات ہی کا موسم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے دنیا میں جو ان گنت نعمتیں پیدا فرمائی ہیں۔ آم اور جامن کا بھی انہی نعمتوں میں شمار ہوتا ہے۔

طبی نکتہ نظر سے پختہ آم کا مزاج گرم تر ہے۔ یہ جسم کو قوت اور روح کو فرحت پہنچاتا ہے۔ بدن کو طاقت بخشتا ہے اور جسم میں خون پیدا کرتا ہے۔ قبض کو بھی رفع کرتا ہے۔ خستہ آم کا مزاج سرد خشک ہوتا ہے یہ معدہ کو تقویت دیتا ہے۔ اسہال کو روکتا ہے۔ اور سلسل البول میں بھی مفید ہے۔

خام آم کا اچار، چٹنی اور مربہ بنایا جاتا ہے۔ باد سموم یعنی لُو کے ضرر کو بھی کچا آم دور کرتا ہے جس کے استعمال کی ترکیب یہ ہے۔ کہ اسے چھیل کر قاشیں کر کے پانی میں بھگو دیا جاتا ہے اور جب پانی ترش ہو جائے اس میں چینی ملا کر پیا جائے۔ دوسرا طریق استعمال یہ ہے کہ کچے آم کو گرم خاکستر میں دبا کر پختہ کر کے نچوڑ لیا جائے اور اس میں عرق کیوڑہ، عرق بید مشک اور مصری ملا کر سموم زدہ کو پلایا جائے۔

یوں تو آم ہر شخص کا پسندیدہ پھل ہے اور اسے دیکھتے ہی کھانے کو جی چاہتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح شاعری میں مرزا غالب کا نام سند ہے۔ آموں کے معاملے میں بھی غالب سند ہیں۔ چنانچہ روایت ہے کہ مرزا غالب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو کون سے اور کتنی مقدار میں آم کھانا پسند ہیں تو مرزا صاحب نے جواب دیا کہ "میٹھے ہوں اور بہت سے ہوں"۔ گویا ان کے نزدیک آم میٹھے ہوں تو سیروں آم بھی کم ہیں۔

لیکن طبی نکتہ نظر سے مرزا صاحب کا یہ ارشاد نظر ثانی کا محتاج ہے۔

طبی نکتہ نظر سے آم کھانے کا بہتر وقت سہ پہر کا وقت ہے یعنی جب دوپہر کا کھانا بڑی حد تک ہضم ہو چکا ہو۔ آم کھانے سے پہلے تین چار گھنٹے پانی میں بھگو رکھنا چاہیے اس سے ایک تو وہ ٹھنڈا ہو کر زیادہ لذیذ ہو جائے گا۔ دوسرے اس کے مزاج کی گرمی کسی حد تک کم ہو جائے گی۔ آم کھانے کے فوراً بعد ٹھنڈا دودھ یا دودھ کی لسی پینا آم کی گرمی کو دور کر دیتے ہیں۔ اس کے ہضم میں بھی مدد دیتے ہیں۔ دودھ نہ مل سکے تو شربت صندل میں لیموں ملا کر پیا جانا بھی مفید ہے یا پھر جامن کھائے جائیں۔

صبح سویرے خالی معدہ آم کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ورنہ اس سے بعض اوقات اسہال بلکہ ہیضہ کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ جوان تندرست آدمی ایک نشست میں سیر بھر آم کھا سکتا ہے اس سے زیادہ کھانا بسیار خوری میں شامل ہے اور بسیار خوری کسی حال میں صحت کے لیے مفید نہیں۔ ترش آم کے پوست کو خشک کر کے اس سے امچور بنایا جاتا ہے اور آم کے رس کو خشک کر کے اس سے آم پاپڑ بنایا جاتا ہے آم کی گٹھلی کے مغز کو بھون کر اس کا سفوف دوا کے طور پر مستعمل ہے یہ سفوف اسہال کو روکنے میں مفید ہے

جامن نے برسات کے موسم میں قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے اور سلسل البول اور شوگر کے مریضوں کے لیے نعمت خداوندی ہے۔ آم کھانے کے ساتھ ساتھ جامن کھانا سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے جامن فولاد سے بھرپور پھل ہے اس کا مزاج بدرجہ دوم سرد خشک ہے۔ یہ معدے اور جگر کو قوت دیتا ہے۔ بھوک کی کمی کو دور کرتا ہے۔ حرارت کو کم کر کے جسم کو تسکین بخشتا ہے۔ اسہال کہنہ کو دور کرتا ہے۔ اس کا رُب اور سرکہ بنایا جاتا ہے جو گرم معدے اور جگر کو قوت دینے اور بھوک لگانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مغز خستہ جامن یعنی جامن کی گٹھلیوں کا مغز ذیابیطس اور اسہال کو مفید ہے۔ آم کی گٹھلیوں کا مغز، جامن کی گٹھلیوں کا مغز اور ہلیلہ سیاہ بریاں کا سفوف اسہال کہنہ کے لیے مجرب دوا ہے۔ درخت جامن کی چھال کے جوشاندہ سے کلیاں کرنا دانتوں کو مضبوط بناتا ہے اس کے درخت کی لکڑی کا کوئلہ بنا کر بطور منجن استعمال کرنا دانتوں کے ہلنے اور ان سے خون جاری ہونے کو روکتا ہے۔

جامن پیشاب کی جلن، انتڑیوں اور معدہ کی سوزش کو دور کرتا ہے۔ البتہ زیادہ مقدار میں کھانے سے نفخ پیدا ہوتا ہے۔ شوگر اور سلسل البول کے ابتدائی مرض میں جامن کے رس میں تیار کردہ کشتہ فولاد بہت ہی مفید ہے۔

برسات کے موسم میں یوں تو اور بھی بہت سے پھل ملتے ہیں جیسے انار، امرود وغیرہ۔ لیکن درحقیقت اس موسم میں آم اور جامن ہی دو پھل ایسے ہیں۔ جن کی افادیت لاجواب ہے۔

خدام الدین کے لیے کاغذ کا کوٹا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خدام الدین واحد جریدہ ایسا ہے جو پاکستان کے تمام دینی اور اکثر ادبی و سیاسی جرائد و رسائل میں سب سے زیادہ شائع ہو رہا ہے اور روز مرہ اس کی اشاعت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پھر اس کا انتظام کار جعلی اور بوگس نہیں کہ بعض اداروں کی طرح جعلی حساب پیش کر کے حکومت سے کاغذ اور اشتہارات کے مادی فوائد حاصل کیے جائیں اور سرکاری دفتروں کا مزاج ہی یہ بن گیا ہے کہ شکوک و شبہات اور بے اعتمادی کی اساس پر کاغذ کا کوٹا مقرر کیا جاتا ہے چنانچہ خدام الدین کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا کہ اول تو اس کی ضرورت ہی پوری نہ کی گئی اور پھر یک لخت اس میں بھی کمی کر دی گئی۔

خدام الدین حکومت سے کوئی اشتہار یا کوئی مادی منفعت کبھی حاصل نہیں کرتا کاغذ کا کوٹا بھیک کے طور پر نہیں یہ اس کی ضرورت اور اس کا اپنا حق ہے جو اسے ملنا چاہیے ارباب اختیار خصوصاً وزیر اطلاعات و نشریات مولانا کوثر نیازی کو چاہیے کہ خدام الدین کے لیے کاغذ کا کوٹا کم کرنے کی جو تازہ کرم فرمائی روا رکھی گئی ہے اس پر نظر ثانی کریں اور اس کی ضرورت کا کاغذ مہیا کرنے کے احکام صادر فرمائیں۔

بقیہ: مراسلات

اندرون ملک اور بیرون ملک انگلینڈ وغیرہ میں تبلیغی سرگرمیوں کا تذکرہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان ہر دو بزرگوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمادیں اور ان کو جنت الفردوس نصیب فرمادیں۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین۔

علم اور طلبِ علم

ضیاء الرحمٰن فاروقی
باب العلوم۔ کہروڑ پکا

علم کیا ہے اور اس کے فوائد کون سے ہیں اس حقیقت سے بے علم لوگ بھی نا آشنا نہیں ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "مسلمان عورت اور مسلمان مرد پر حصولِ علم فرض ہے" اب سوال یہ ہے۔ کہ دنیا میں علوم تو بہت سے ہیں مگر یہ امر و حکم کس علم کے بارے میں ہے۔ قرآن و حدیث کے عمیق مطالعے سے اس بات کی بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ فی الحقیقت علم قرآن وحدیث اور ثمراتِ قرآنیہ کے حصول کا نام . . . ہے۔ اس کے علاوہ اس وقت دنیائے علم میں اتنی فنونات ایسے مروج ہیں جن کو حوادثات ذہن کی لغزشوں نے علم کا نام دے دیا ہے۔ سیرۃ کی ایک کتاب کے مطابق قرآن کریم ستر ہزار علوم کا خزانہ ہے اور محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان علوم سے روشناس کرایا گیا ہے جس سے ہادیٔ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرتبت و عظمت اور سیرۃ کبریا کا ایک نیا باب کھلتا ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا گیا ہے کہ تفہیمِ قرآن کے لیے سیرۃ دوعالم پر نظر لازمی امر ہے اور سیرۃ کے مندرجات سے واقفیت کے لیے قرآن کریم پر غور ضروری چیز ہے۔

جہالت و نادانستگی انسانی زندگی کے مرحلوں میں عظیم نقصانات کی موجب ہے۔ اخلاقی خصائل و شمائل انسانی عظمت و شرافت، راہبانہ تحمل و تدبر، مرسلانہ متانت و سنجیدگی حصولِ علم کے ثمرات ہیں حقیقت شناسی، غور و خوض، فکر و نظر، سیاست و عقل اور لیاقت و قابلیت کے ملکوتی اغراض بھی علم و حکمت کی دولت و ثروت کے شایانِ شان ہیں۔ اس کے علاوہ علم کی کاملیت تصوف و سلوک اور طریقت و ولایت کے شہسواروں کو اوجِ ثریا تک پہنچا دیتی ہے اور جامعیتِ علم اجتہاد و استنباط کی خداداد صلاحیتوں میں آئے دن ترقی کا سبب بنتی ہے۔ خلیفہ رابع سیدنا حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

ہم مولائے کریم کی تقسیم پر راضی ہیں کہ اس نے ہمارے لیے علم اور جاہلوں کے لیے مال منتخب کیا ہے کیونکہ مال تو جلدی ہی فنا ہونے والی چیز ہے اور علم ایسی دولت ہے جس کو کوئی زوال نہیں ہے۔

سیدنا علیؓ کرم اللہ وجہہ جن کے بارے میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے۔" وہ علمی دولت کے حصول پر فرحت و نکہت محسوس کر رہے ہیں۔ اور سرورِ عالم بھی ظاہری و باطنی علوم کی بے پناہ دولتوں پر علیم و حکیم ذات کی صفتِ علم کے مظہرِ اتم نظر آتے ہیں۔

زوالِ علم کے اسباب

بے مائیگیٔ علم، عدم توجہی کا ہی نتیجہ نہیں بلکہ اعمال و اخلاق کی رذالتوں کا بھی اس میں بہت دخل سمجھا گیا ہے اس کے علاوہ شوق و ذوق کی باطنی و ظاہری کیفیات میں بے حسی بھی حصولِ علم میں مانع ہے ضروریاتِ علم میں استاذ کی حسنِ تربیت کا بھی خاصا دخل ہے جس کی صحبت طالب علم کی زندگی کے معیار پر احباب و اقارب کی رفاقت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ حصولِ علم میں مصائب کا سامنا اسلاف کے ساتھ روحانی نسبت کو ثابت کرتا ہے مگر معصیت سے اجتناب اور منکرات سے پرہیز ضروری ہے۔ جیسا کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

العلم نورٌ من اللہ ۔ ونور اللہ لا یعطی لعاصی

ترجمہ: علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور نافرمان لوگوں کو نہیں مل سکتا۔

حافظہ و ذہانت میں کمی اور عبادت میں زیادتی زوالِ علم کے اسباب میں شامل نہیں ہے۔ محنتِ شاقہ تحصیلِ علم کا خاصہ ہے جس کے لیے کامل ذہانت کوئی ضروری نہیں بلکہ ذوق کی بجا آوری، واجبات کی ادائیگی اور کبائر و منکرات سے دوری، فکر و عمل کا جذبہ، اساتذہ کی فرمانبرداری، محنت و مشقت کی کثرت، ذوق و شوق کی دولت علمی اثرات کے ظہور کے لیے کافی ہیں۔ کیونکہ بیشمار ایسی مثالیں تاریخ اسلام کے اوراق پر ہمارے اس تجربہ پر شاہد ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خدمتِ استاد آدابِ کتب سونے پر سہاگہ ہیں۔ کتابوں میں ادب کی اہمیت:- ایک استاد نے اپنے دو شاگردوں کو دیکھا کہ دونوں مطالعہ میں مصروف ہیں۔ مگر ایک طالب علم تکیہ کا سہارا لے کر کتاب دیکھ رہا ہے اور دوسرا دو زانو مستعد بیٹھا مطالعہ میں مصروف ہے۔ اور یہ ساتھ ساتھ کچھ لکھتا بھی جا رہا ہے۔ استاد نے یہ ماجرا دیکھ کر اول کی نسبت کہا

انہ لا یبلغ درجۃ الفضل

یعنی اول فضیلت و بلند مقام کے درجہ کو نہیں پہنچ سکے گا۔

اور دوسرا طالب علم جو دو زانو با ادب بیٹھا تھا کی بابت فرمایا:- سیحصل الفضل ویکون لہ شان العلم۔

یعنی عنقریب یہ فضل و کمال کے درجہ کو پہنچے گا اور علم میں بڑی شان والا ہوگا۔

جوہر شناس استاد کی یہ پیش گوئی من و عن سچی نکلی حضورؐ نے فرمایا:- الدین کلہ ادب۔ سارا دین ادب کا نام ہے اس سے بھی ادب کی اہمیت واضح ہو رہی ہے۔

طلبِ علم

پہلے وقتوں کے علماء و صلحاء مفسرین و محدثین کا شوقِ علم ہم جب پڑھتے ہیں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے غربت و افلاس اور فقر و فاقہ کی زندگی میں بھی تحصیلِ علم کی خاطر دور دراز کے پیادہ سفر طے کیے اور ایک ایک مسئلہ کے دریافت کی خاطر وطن سے بے وطن ہو کر علومِ عصریہ پر عبور حاصل کیا۔ اہلِ علم لوگوں میں افلاس شروع سے چلی آتی ہے اور علمی دنیا میں قدم رکھنے والوں میں بہت سے لوگ خانگی بدحالی برداشت نہ کرتے ہوئے علم سے بے بہرہ ہو گئے ہیں۔ کیونکہ افلاس سے بڑھ کر انسانی زندگی میں حوصلہ پستی کی موجب نسبتاً کوئی دوسری چیز نہیں ہوگی اس افلاس کی بدولت دل و دماغ کی شگفتگی، قلب و جگر کی نضارت و تازگی اور خیالات کی بلندی جو تمام حسناتِ کلیہ کا سرچشمہ ہے قطعاً معدوم ہو جاتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس کا مایہ بہجت سراپائے وحشت بن جائے اور نشو و نما یافتہ زندگی کا گلشن [illegible] ہو جائے۔ اس کے تصورات و تخیلات میں حیات جاودانی تو کجا، ایک لمحہ سکون بھی نہیں ہے۔ نامعلوم کتنے سربلند باغ اور کھلے ہوئے شگفتہ غنچے افلاس کے قیامت خیز طوفان کی نذر ہو گئے ہیں۔

آنچہ شیراں را کند روبہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

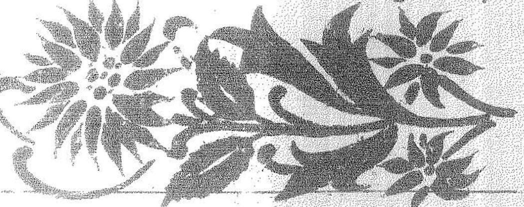
اور بہت سی استعدادیں اور بے پناہ قابلیتیں اسی شر انگیز حالت پر احتجاجاً عزم و ہمت کی تلخ گھڑیوں سے دستبردار ہوتی ہیں۔

بہرحال ایسی حالتوں میں انہی مصائب و آلام میں ماضی مرحوم کے چند متبحر العقول متبحر عالم گذرے ہیں جن کا علم حصولِ علم کی تنگ و تاریک اور ناگفتہ بہ داستانوں سے کہیں اوپر نظر آتا ہے۔

مگر وہ لوگ کبھی کوچہ و بازار کی نکہتوں اور حسنِ بہشت کی فرحتوں سے نہیں گذرے لیکن علمیت سے علیم و حکیم ذات صفاتِ علیہ کا نظارہ ہونے لگتا ہے اور زمین و آسماں کے محاسن ان کے علم پر رشک کرتے ہیں جب کہ انسانیت ایسے علوم کے تصورات سے بھی بے بہرہ ہے۔ انہی لوگوں میں صحیح بخاری کے مؤلف مذکور ہیں جنہوں نے چودہ برس کی عمر میں سیاحت شروع کی اور علمِ حدیث کے حصول کی خاطر ہزاروں میل پیادہ سفر کیے۔ ڈیڑھ ہزار سے زائد اساتذہ سے شرفِ تلمذ پایا۔

میر سید شریف فرماتے ہیں ایام طالب علمی میں مجھے شوق ہوا کہ شرح مطالع خود ان کے مصنف سے پڑھوں۔ وہ ان دنوں ہرات پہنچے اور علامہ رازی سے ملاقات کی۔ علامہ رازی اس وقت نحیف و کمزور، حد سے زیادہ بوڑھے ہو چکے تھے قویٰ آخری بہار دکھا رہے تھے۔ بوڑھے علامہ نے جواں مرد سید کو پڑھانے کی ہمت نہ کی اور سید کو اپنے شاگرد رشید مبارک شاہ صاحب کے پاس قاہرہ بھیج دیا۔ اور ایک خط بھی لکھ دیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ سید کو ایک کتاب کا شوق ہزاروں میل دور خراسان سے قاہرہ لے آیا ہے اسے اپنے حلقۂ درس میں شامل کیجئے۔

علامہ شیخ ابن جوزی کو یہ کہتے سنا گیا کہ انہوں نے دو ہزار قلمی کتابیں نقل کیں اور ڈھائی سو تصانیف اپنے بعد چھوڑی ہیں۔



علیمہ راشد لائلپور

صحابہ کرامؓ کے زرّیں کارنامے

۱۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو زکوٰۃ کا مال جمع کرنے کے لیے مقرر فرمایا۔ جب وہ صحابی واپس آئے تو انہوں نے سارا مال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کر دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی عرض کی کہ یہ تھوڑا سا مال ان لوگوں نے بطور تحفہ مجھے دیا ہے۔ اس کے متعلق جس طرح حضورؐ کا حکم ہو۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر تمہیں محصل مقرر نہ کیا جاتا تو بھی یہ لوگ تمہیں تحفے دیتے؟ صحابی نے عرض کی پھر تو ایسا ہرگز نہ ہوتا۔ آپؐ نے فرمایا ـــــ پھر یہ رشوت ہے۔ تیرے عہدے کی وجہ سے ملی ہے تاکہ آئندہ مال زکوٰۃ کے حساب کتاب میں ان کے ساتھ رعایت ملحوظ رکھے۔

۲۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو صحابہ کرامؓ نے آپ کی معمولی سی تنخواہ مقرر کر دی۔ جس میں آپ بصد مشکل گزارہ کرتے رہے۔ ایک دفعہ کفایت سے بچایا ہوا راشن دیکھا تو آپ نے اتنا ہی روزینہ کم کر دیا لیکن اس پر کمال یہ کہ وصال کے وقت اپنی خلافت کی ساری تنخواہ اپنی جائداد بیچ کر بیت المال میں جمع کرا دی۔ مزید فرمایا کہ مجھے میرے پرانے کپڑوں میں کفن دینا۔ نئے کپڑے کسی زندہ غریب کے کام آئیں گے ـــــ سبحان اللہ!

۳۔ حضرت عمرؓ نے بھی اسی طرح کیا۔ چنانچہ مرض الموت میں ایک مکان بیچ کر خلافت کے وقت کی ساری تنخواہ واپس کر دی اور ان کی سادگی، عدل، مساوات، انصاف اور نظام حکومت کو دنیا جانتی ہے۔ ایک دفعہ ان کے دو صاحبزادے مصر گئے۔ وہاں کے گورنر نے ان کی خوب آؤ بھگت کی اور روانگی کے وقت بیت المال کے لیے خزانہ بھی دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ یہ بہتر ہوگا کہ اس سرمایہ سے یہاں سے کوئی جنس خریدی جائے اور مدینہ کی منڈی میں فروخت کر کے اصل سرمایہ بیت المال میں جمع کرا دیا جائے اور منافع خود آپ رکھ لیا جائے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صاحبزادگان نے ایسا ہی کیا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پتہ چلا تو انہوں نے سارا منافع بھی بیت المال میں جمع کرا دیا۔ اور اپنے صاحبزادگان کو خوب ڈانٹ پلائی اور فرمایا کہ یہ عہدے کا ناجائز فائدہ ہے۔

۴۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی سخاوت زبان زد خاص و عام ہے۔ مدینہ منورہ میں جب مسلمان پانی نہ ملنے کی وجہ سے تنگ آ گئے۔ اور یہودیوں نے پانی دینا بند کر دیا تو حضرت عثمانؓ نے اپنی گرہ سے سارا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ اسی طرح ایک موقعہ پر جنگ کا سارا خرچہ اپنی گرہ سے ادا کر دیا۔ آپ کی تجارت بھی خوب چلتی تھی۔ مگر آپ کی سخاوت کو بھی کوئی نہیں پہنچا۔ اکثر جنگوں کی کفالت آپ کے مال سے ہوتی تھی۔ دوسرے ایک موقعہ پر آدھا خرچ برداشت کیا۔

۵۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو ان کے بھائی حضرت عقیل ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیت المال سے کچھ مانگا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے غلام کو انگیٹھی گرم کرنے کا حکم دیا۔ جب انگیٹھی گرم ہو گئی تو لوہے کی سلاخیں آگ میں رکھ دیں جب وہ گرم ہو گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گرم سلاخیں اپنے بھائی حضرت عقیل کی طرف بڑھائیں۔ حضرت عقیل نے تعجب سے پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ اگر آپ اس دنیا کی آگ برداشت نہیں کر سکتے تو آخرت کی آگ کیسے برداشت کرو گے اس پر حضرت عقیل مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔

اسی طرح ایک رات آپ خلافت کا کام کر رہے تھے تو آپ کے ایک دوست ملنے آئے۔ آپ نے پوچھا۔ سرکاری کام ہے یا ذاتی؟ دوست نے جواب دیا ذاتی معاملہ ہے۔ آپ نے اسی وقت چراغ گل کر دیا اور دریافت کرنے پر فرمایا کہ یہ تیل بیت المال کا ہے۔ اور کام ہمارا ذاتی ہے ـــ اس لیے سرکاری سرمایہ ذاتی کام نہیں آ سکتا۔

اسی طرح کی اور مثالیں بھی ان حضرات کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ ذرا ہم بھی دیانت داری سے اپنی حیثیت کا ان بزرگوں سے مقابلہ کریں تو ضمیر خود بتا دے گا۔ ذرا اپنے ہاں کے دفتری اخراجات سے مقابلہ کریں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

۵۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ایک ایسے خلیفہ گزرے ہیں۔ جن کا مقام خلفاء اربعہؓ کے بہت قریب ہے۔ ان کے لڑکے کا واقعہ تو مشہور ہے کہ ان کے صاحبزادے نے بیت المال سے ایک سیب اٹھا لیا تو اسے آپ نے چھین کر سیب واپس بیت المال میں جمع کرا دیا۔ ان کے متعلق لکھا ہے کہ دفتروں میں سٹیشنری کے سامان تک کی پڑتال کیا کرتے تھے اور سٹیشنری کو ذاتی استعمال میں لانا تو درکنار سرکاری کام میں اس کا کھلے بندوں استعمال ممنوع فرماتے تھے۔ اور حتی الوسع قلم باریک، عبارت گنجان اور سرکاری کام میں کفایت کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔

ایک دفعہ ان کے چچیرے بھائی نے اعلیٰ قسم کے سیب بھیجے۔ آپ نے سیبوں کی تعریف کی مگر کھائے نہیں بلکہ واپس کر دیے۔ لوگوں نے کہا یہ تو آپ کے بھائی ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ہدیہ قبول فرما لیا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدیہ خلوص دل سے پیش ہوتا تھا۔ مگر آج کل ہدیہ رشوت کے لیے دیا جاتا ہے ـــــ سبحان اللہ!

الفاظ یہ ہیں:۔

إِنَّمَا كَانَتْ لِلرَّسُوْلِ هَدِيَّةٌ ... وَلَنَا رِشْوَةٌ۔

ذرا ہم بھی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں سرکاری عہدے کا کس قدر ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ صرف ایک چیز بطور مثال عرض کرتا ہوں اور وہ ہے میڈیکل ایڈ۔ کتنا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کا فیصلہ آپ خود کریں۔ آپ کا دل خود گواہی دے گا۔ خدا ہم سب کے حال پر رحم کرے۔ اور ہر بیماری سے محفوظ رکھے۔

بقیہ: احادیث الرسولؐ

دے ـــ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا۔ حدیث حسن ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ... رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ... وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ رِوَايَةِ رَبِيْعَةَ ... عَامِرٍ الصَّحَابِيِّ قَالَ الْحَاكِمُ ... صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ ... ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یا ذا الجلال والاکرام بکثرت پڑھا کرو ـــ ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور امام نسائی نے اس حدیث کو حضرت ربیعہ بن عامر اصحابی رضی اللہ عنہ کی روایت سے ذکر کیا ہے اور امام حاکم نے کہا کہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

بقیہ: عالمِ اسلام

کے سلسلے میں مصر اور لیبیا کے مابین بات چیت شروع ہوئی ہے۔ صدر انوار السادات کی یہ اہم ترین عوامی تقریر تھی۔

صدر سادات نے کہا کہ یہ سالگرہ عموماً عرب سوشلسٹ یونین کی کانگرس منایا کرتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں تمام تقریبات صدر لیبیا کرنل قذافی کے اٹھارہ روزہ دورہ مصر کے نتیجے میں ملتوی کر دینا پڑیں۔ صدر انوار السادات کے لیے اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے بہت بڑی ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں جو لیبیا سے مارچ کر کے قاہرہ آنے والے جلوس اور اس نام کا مطالبہ جلد سے جلد منوانے کے لیے کرنل قذافی کے استعفیٰ کے اعلان سے پیدا ہو گئی ہے۔ مگر ان کی آج کی تقریر سارے مشرق وسطیٰ کی عام موجودہ صورتِ حال کے متعلق تھی۔ اس سلسلے پر اقوام متحدہ میں پچھلی بحث کا ذکر کرتے ہوئے صدر سادات نے امریکہ پر معاندانہ رویہ اختیار کرنے کا الزام عائد کیا ہے اور اس بحث کو سلامتی کونسل کی تازہ سیاسی چال سے تشبیہ دی اور کہا کہ ہم اقوام متحدہ سے بھیک مانگنے نہیں گئے بلکہ ہم نے اس بحث میں اس مقصد سے حصہ لیا کہ بڑی طاقتوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جا سکے۔

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا